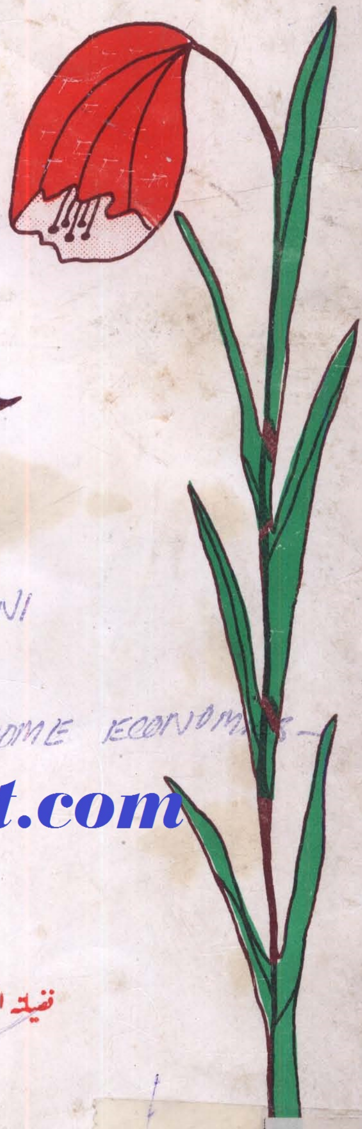
کتاب و سنت کی روشنی میں

حیا کا مقام



HAFIZA AIYSHA MADNI
B.Sc. IV YEAR
COLLEGE OF HOME ECONOMICS

تالیف

فضیلۃ الشیخ ابو اسامہ سلیم بن عید الہلالی "الاردنی"

ترجمہ: محمد اسلم حنیف (لیاقت پوری) مدیر: شعبہ تحقیق و تالیف

ناشر: الفاروق پبلیکیشنز شارع الفاروق رحیم یار خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

حسین مدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

إن الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات أعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہ وأشھد أن لا إلہ إلا اللہ وحدہ لاشریک لہ وأشھد أن محمدا عبدہ ورسولہ۔ أما بعد :

اسلام کا عملاً دارومدار حیاء پر ہے کیونکہ وہی ایک ایسا قانون شرعی ہے جو تمام افعال شرعیہ کو منظم اور مرتب کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء کرام نے حیاء داری پر زور دیا ہے۔ اور تمام عقول سلیمہ اور فطرت مستقیمہ نے بھی اس کا اقرار کیا ہے اور یہ وہ امر مستقیم ہے جس میں جن وانس کے تمام شیاطین مل کر بھی تحریف و تغییر نہیں کر سکے۔

جب عقل و نقل میں حیاء اس بلند و بالا مقام پر فائز ہے تو یہ لازم آتا ہے کہ اس کی انفرادی حیثیت کے پیش نظر اس پر الگ سے بحث کی جائے جس میں اس کے معانی' ابواب و فضائل اور اس کے لوازمات نیز اس کے اوامر و نواہی کا احاطہ کیا جائے۔

اگر لوگوں کی نظر میں بھی حیاء کا یہی تصور ہے تو یہ مختصر سا رسالہ اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جو **الحیاء فی ضوء القرآن الکریم والسنۃ الصحیحۃ** کے نام سے موسوم ہے

اللہ احکم الحاکمین سے دعا ہے کہ اسے قبول فرمائے اور اسے نفع بخش بنائے اور میرے لئے اسے ثواب آخرت بنا دے جس دن مال و اولاد کوئی چیز کام نہ آئے گی

3

ماسوائے اس کے کہ آدمی قلبِ سلیم لے کر اللہ کی بارگاہ میں حاضری دی۔

وعلی اللہ قصد السبیل

کتبہ ابو اسامہ سلیم بن عید الہلالی یوم الخمیس ۲۰ شعبان ۱۴۰۸ھ عمان (اردن)

پہلی فصل - حیاء کا لغوی معنی

حیاء وہ انکسار و انقباض اور طبیعت میں تغیر اور تبدل ہے جو انسان کو معیوب کام کے خوف سے لاحق ہوتا ہے۔

جریر نے کہا ہے

اگر حیاء مانع نہ ہوتا تو میں پھر رونا شروع کر دیتا

اور میں تیری قبر کی ضرور زیارت کرتا کیونکہ دوست کی ہی زیارت کی جاتی ہے

اور حیاء کا اصل "حیاۃ" یعنی زندگی ہے اس لئے بارش کو بھی حیاء کہا جاتا ہے نیز اسی باعث حیاء کو ماء الوجہ چہرے کی رونق کہا جاتا ہے۔

محمد بن عبد اللہ بغدادی نے اس سلسلے میں چند اشعار بھی کہے ہیں - ترجمہ

جب چہرے کی رونق ماند پڑ جائے تو حیاء بھی ماند پڑ جاتا ہے

اس چہرے میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی جس کی رونق ختم ہو جائے

اپنے حیاء کی حفاظت کرو اسے ماند نہ پڑنے دینا

کیونکہ حیاء ہی باوقار چہرے کی علامت ہے

دوسری فصل حیاء کا شرعی مفہوم

حیاء وہ عمدہ اخلاق ہے جو انسان کو ہر برائی سے باز رکھتا ہے ارتکاب معاصی میں حائل ہو کر آدمی کو گناہ سے بچاتا ہے، حق دار کا حق تلف کرنے سے منع کرتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی اسی معنی پر دلالت کرتا ہے کہ لوگوں نے

سابقہ انبیاء کی تعلیمات میں سے جو حصہ حاصل کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب حیاء ختم ہو جائے تو پھر جو چاہو کرو۔ (۱)

علماء کرام نے اس حدیث پاک کی بہت سی تشریحات نقل کی ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:۔ (۲)

الف) یہ امر بمعنی خبر ہے کیونکہ جو چیز انسان کو شر میں داخل ہونے سے بچاتی ہے وہ حیاء ہے، جب انسان اسے ترک کر دے تو پھر جو چاہے کرے۔

ب) یہ تھدیدی امر ہے جس کا مفہوم ہے کہ جو چاہے کر لے اللہ تجھے پوچھے گا اور جزا دے گا۔

ت) اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کام آپ کرنا چاہتے ہیں اسے کرنے سے قبل دیکھ لیں اگر تو وہ کام ایسا ہے کہ اسے کرنے سے حیاء مانع نہیں ہوتا تو اسے کر لیں اور اگر حیاء مانع ہوتا ہے تو ہرگز نہ کریں۔

ث) اس میں حیاء پر برانگیختہ کیا گیا ہے اور اس کی فضیلت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ جب آپ کو کوئی کام بھی اپنی مرضی سے کرنے کی اجازت نہیں ہے تو پھر حیاء ترک کرنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے۔؟

اے شرم و حیاء کے پتلے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو شخص حیاء کا خیال کرتا ہے اس میں نیکی کے تمام اسباب موجود ہوتے ہیں جیسا کہ ہر وہ شخص جو حیاء کی چادر کو تار تار کر دیتا ہے اس میں نیکی کے جذبات و اسباب معدوم ہو جاتے ہیں کیونکہ حیاء ہی انسان اور گناہ کے درمیان حائل ہونے والی چیز ہے اگر حیاء قوی ہے تو گناہ کی قوت ماند پڑ جائے

گی اور اگر حیاء کمزور پڑ جائے تو گناہ کی قوت غالب آجاتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

۔وللہ در القائل

ترجمہ: کتنی ہی برائیاں ہیں کہ ان کے ارتکاب میں صرف حیاء ہی حائل ہو سکتا ہے کیونکہ یہی اس کی دوا ہے اگر حیاء ہی ختم ہو جائے تو پھر اس کی کوئی دوا نہیں ہے۔ ایک اور شاعر اپنے جذبات کا یوں اظہار کر کے داد تحسین حاصل کرتا ہے۔

ترجمہ: جب آدمی کو بے حیاء چہرا نصیب ہو تو پھر وہ جو چاہے کرتا پھرے۔

کیونکہ ایسے آدمی کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس پر کوئی چیز اثر انداز ہو سکتی ہے ایسے شخص کی سرزنش سے آپ کو صرف تھکان ہی حاصل ہو سکتی اس کے علاوہ کوئی چیز حاصل نہ ہو گی یہی وجہ ہے کہ جو شخص حیاء کا خیال رکھتا ہے اس کی عزت محفوظ رہتی ہے اور اس کے عیب و گناہ مخفی ہوتے ہیں جب کہ اس کی نیکی کا چرچا ہوتا ہے اور جس کا حیاء ختم ہو جائے۔ا

وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ذلیل ہوتا ہے اور لوگوں کے ہاں بھی رسوا ہوتا ہے حتی کے اپنے نفس میں بھی اس کی عزت باقی نہیں رہ جاتی۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ترجمہ: جب تو اپنی عزت کی حفاظت نہ کرے خالق کا خوف اور مخلوق سے شرم و حیاء ختم ہو جائے تو پھر جو چاہو کرو۔

اور جب آپ کسی کو اس کا پورا حق دیں اور وہ آپ کا حق غصب کرے تو اس تعلق کو ختم کرنا ھی بہتر ہو گا۔

تیسری فصل

حیاء بشری خاصیت ہے

اے اللہ کے بندے آپ کو علم ہونا چاہیئے کہ حیاء انسانی خصائص میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطیہ دیا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے ارتکاب معاصی سے باز رہ سکے اور وہ جانوروں کی طرح بے لگام نہ ہو جائے۔

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت آدم اور حواء نے ممنوعہ درخت کا پھل کھایا 'لباس چھن گیا تو وہ حیاء کے مارے اپنے جسم پر جنت کے درختوں کے پتے لپیٹنے لگے۔اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ برہنہ ہونا انسانی فطرت اور حیاء کے خلاف ہے اور جب ابلیس یا اس کے چیلے اس فطرت میں فساد پیدا کرتے ہیں تو عریانی عام ہوتی ہے۔ (۳)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اس نے دونوں کو دھوکے سے بہکا دیا پھر جب انہون نے درخت کا پھل کھایا تو وہ برہنہ ہو گئے اور اپنے جسم پر جنت کے درختوں کے پتے لپیٹنے لگے تو ان کے رب نے ان کو پکارا اور فرمایا کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (الاعراف ۲۲)

جملہ انبیاء کرام نے اس بشری خاصیت کو برقرار رکھا ہے تمام انبیاء و رسل نے اول سے آخر تک اس خاصیت کا اقرار کیا اور اسے آگے نقل کیا ہے جس کے آخر میں خاتم الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا کہ گذشتہ انبیاء کی تعلیمات میں سے لوگوں نے جو حاصل کیا وہ یہ ہے کہ جب تو حیاء نہ کرے تو جو چاہے کرتا رہ۔ (۴)

اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں بھی حیاء موجود تھا' ھرقل کے دربار میں جناب ابوسفیان کھڑے ہیں ابھی مسلمان نہیں ہوئے' ھرقل کے سوالوں کا جواب دے رہے ہیں اور اس وقت کہتے ہیں کہ آج اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہا کریں گے کہ ابوسفیان نے جھوٹ بولا تھا تو میں آج ضرور جھوٹ بولتا۔ (۵)

یہ عنترہ شاعر ہے جو یوں گویا ہوتا ہے۔

ترجمہ: اگر میری پڑوسن گھر سے باہر نکلتی ہے تو میں آنکھیں جھکا لیتا ہوں یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں دوبارہ داخل ہو جائے۔

حیاء تو ان کے رگ و ریشے میں بسا ہوا تھا جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے اس سوال سے واضح ہوتا ہے جو انہوں نے

بنو جشم کے آدمی سے اس وقت کیا جب وہ میدان چھوڑ کر بھاگ رہا تھا۔ آپ نے خود بیان کیا ہے کہ جب اسے یقین ہو گیا کہ اب شکست اس کا مقدر بن چکی ہے تو وہ بھاگ نکلا میں نے اس کا تعاقب کیا اور اسے بار بار پکارا کہ تجھے میدان سے بھاگتے ہوئے حیاء نہیں آتا؟ کیا تو عربی نہیں ہے؟ تو کھڑا کیوں نہیں ہوتا؟ بالآخر وہ رک گیا۔ (٦)

یہ تمام شواہد حیاء کی اہمیت پر دلالت کرتے ہیں بشری فطرت سلیمہ میں حیاء کے مقام کو واضح کرتے ہیں جس کے سبب انسان میں قبیح بات اور برے کام سے نفرت پیدا ہوتی ہے' اور اس فطرت سلیمہ کی منہ بولتی تصویر وہ ہے جس کو قرآن کریم نے ابوالبشر حضرت آدم و حواء کے قصے میں بیان کیا ہے کہ ان کی فطرت نے برہنہ ہونے سے نفرت کی اور انہوں نے اپنے تن کو فوراً ڈھانپنے کی صورت سوچی اور اس پر عمل کیا۔

اور وہ لوگ جو جسم کو کپڑوں سے اور نفس کو تقویٰ سے الگ کرنا چاہتے ہیں یہ در حقیقت وہی لوگ ہیں جنھوں نے ذرائع ابلاغ پر قبضہ کر کے اپنی زبانوں اور قلموں کو بے لگام کر دیا ہے۔ تا کہ شرم و حیاء کی چادر کو تار تار کر دیں اور ابلیس کے ایجنٹ بن کر مختلف شکلوں اور صورتوں میں نمودار ہوتے ہیں جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ انسان کو ان خصائص فطرت سے محروم کر دیا جائے جن کے سبب انسان میں انسانیت آتی ہے۔ اور ان کا ارادہ ہے کہ انسان کو راہ ہدایت سے ہٹا کر شیطان کے حوالے کر دیا جائے تاکہ وہ عریانی اور فحاشی کے ذریعے اس سے عزت و شرافت کا لباس چھین لے۔

اور یہی وہ لوگ ہیں جو نت نئے منصوبے بناتے ہیں تاکہ انسانی شرافت اور حیا داری کا جنازہ نکال کر انسانیت کو رسوا کریں تاکہ وہ شیطانی لشکروں کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جائے اور واضح رہے کہ عریانی صفت بہیمیہ ہے اور انسان اس کی طرف صرف اس وقت مائل ہو سکتا ہے جب انسانی فطرت کا دیوالیہ ہو جائے اور بہیمی صفات اس پر غالب آ جائیں' اگرچہ عریانی بظاہر لذت کا باعث ہے مگر یہ ذوق انسانی میں فساد کا باعث بھی ہے۔

اگر تہذیب و ترقی سے بے بہرہ لوگ افریقہ کے جنگلوں میں برہنہ ہیں تو ادھر تہذیب کے ٹھیکیدار اور ترقی کے نام لیوا یورپ کے شہروں اور بازاروں میں برہنہ نظر آتے ہیں۔

مگر جب اسلام ان کی تہذیب میں داخل ہو گا تو اس کا سب سے پہلا کام یہ ہو گا کہ ان برہنہ لوگوں کی ستر پوشی کرے اور ان کو شرم و حیاء کا لباس پہنائے۔ تاہم یہ شیطانی

کارندے جو اسلامی ممالک میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر شرم و حیاء کے دشمن بنے ہوئے ہیں وہ جب بھی کسی مسلم خاتون کو اس زینت میں ملبوس دیکھتے ہیں جو اللہ پاک نے چادر دوپٹے اور اوڑھنی کی شکل میں اسے عطاء کی ہے تاکہ وہ عزت و شرافت اور مکمل ستر پوشی سے خصائص فطرت اور فطری جمال و سلامتی کی حفاظت کرتے ہوئے بہیمانہ عریانی اور فحاشی سے خود کو محفوظ رکھ سکے اور پھر اسی شرم و حیاء کی چادر میں ملبوس جب وہ گھر میں بازار میں یا درس گاہوں میں جاتی ہے تو یہی شیطانی ورکر اس پر آوازے کستے ہیں اور اسے عار دلاتے ہیں 'کیونکہ اللہ کی عطاء کردہ زینت فطرت کے عین مطابق ہے جس سے شیطان خون کے آنسو روتا ہے اور اس حشمت و تقوے جاہ و وقار کے لباس کو چھین لینا چاہتا ہے۔ اور جہالت بھی انسانوں کے ساتھ یہی سلوک کرتی ہے ان کی فطرت سلیمہ 'عمدہ تصور 'قیمتی ذوق اور جاہ و حشمت 'عزت و وقار کو مسخ کر کے تقوی اور حیاء کا لباس اتروا دیتی ہے اور پھر بزعم خویش ترقی یافتہ لوگ اس بے غیرتی بے حیائی اور ایمان سوزی کے انداز کو نئی تہذیب اور جدید ترقی سے تعبیر کرتے ہیں۔ پھر پاک بازوں پاک دامنوں عزت و عصمت کی دلدادہ محصنات و مومنات کو رجعت و تقلید پسندی کا طعنہ دیتے ہیں..... (!) اس ترقی و تہذیب پر صد افسوس۔

آج خیاط و حجام اور تزیین و تجمیل کی دو کانوں کے مالک اور تربیت دہندگان مردوں اور عورتوں سے کسی طرح شرم و حیاء کا لباس چھین رہے ہیں اور یہ بے چارے سارے مرد و زن ایسی غفلت کا شکار ہیں کہ افاقہ محال نظر آتا ہے اور وہ ان کو شیطانی رسیوں میں جکڑے جا رہے ہیں اور شیطانی دعوی (ولآمرنهم فليغيرن خلق الله ٥)

ترجمہ: (اور میں ان کو حکم دوں گا تو وہ اللہ کی فطرت کو بھی بدل ڈالیں گے)

مختلف شکلوں اور صورتوں میں سچا ہوتا دکھائی دے رہا ہے اطراف عالم میں مرد و زن شرمناک انداز میں اس کی اطاعت کو قبول کرتے ہوئے اس کی اندھی تقلید کرتے چلے جا رہے ہیں۔

پھر یہ کوئی تمیز نہیں کہ نیا لباس موسم کے مطابق ہے یا نہیں حالات اجازت دیتے ہیں کہ نہیں، فٹ آتا ہے یا نہیں اس علاقے میں استعمال ہوتا ہے یا نہیں، بس اندھی تقلید جاری ہے صرف اتنی بات کا خیال رکھا جاتا ہے نئی تہذیب کے پجاری اور شیطان کے کارندے یہ لباس استعمال کرتے ہیں اور یہ ان انسان نما جانوروں کا پسندیدہ لباس ہے۔

اور آج تو اس سے بڑھ کر اس صنف نازک کو ورغلاء کر اسے تجارت کا سلسلہ بنا دیا گیا ہے اور نئی تہذیب کی بدبو اس قدر اس کے ذہن و قلب پر حاوی ہو چکی ہے کہ خوشبو اب اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتی اور وہ بے چاری ذلت کے گڑھے میں گرتی جا رہی ہے مگر اسے احساس تک بھی نہیں ہے پھر اس سے بڑھ کر اس بے چاری صنف نازک کو شہوت محرمہ کا آلہ کار بنا دیا گیا ہے۔ جو ہر دن نئے روپ میں اخبارات و صحف، مجلات اور فلموں کی زینت بن رہی ہے۔ گویا کہ ان اخبارات و رسائل نے تذلیل انسانیت کا ٹھیکہ لے رکھا ہے پھر جب یہ بے چاری عصمت و عفت بھری پاکیزہ زندگی گزارنا چاہتی ہے تو وہ اس کی طرف یوں دیکھتے ہیں کہ گویا ان پر موت طاری ہو رہی ہے۔ (قل موتو ابغیظکم) ترجمہ: غصے کی آگ میں جل کر مر جاؤ۔

اے میری مسلمان بہن! منحوس شیطان کی سفیر نہ بن' اللہ کی رسی کو مضبوط تھام کر عصمت و عفت کا تحفظ کر' اللہ تعالیٰ کی قدرت قادرہ تیرے لئے کافی ہے۔

چوتھی فصل حیاء کے دروازے

اے مسلمان بھائی!

اللہ تعالیٰ آپ کو علم کی دولت سے مالا مال کرے' حیاء ایک جامع مانع نام ہے جس میں بہت سی چیزیں داخل ہیں۔

1۔ اللہ سے حیاء کرنا

اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی کرے آپ کو علم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کی مذمت کر دیں وہ سب سے بری اور جس چیز کی تعریف کریں وہ سب سے اچھی چیز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود حیاء کی تعریف کی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ حق دار ہے کہ انسان اس سے حیاء کرے۔

اللہ تعالیٰ سے حیاء کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور اس کی نافرمانی سے بچا جائے کیونکہ جب بندہ اللہ کی طرف سے مذمت کردہ چیز سے ڈرتا ہے تو اس کی نافرمانی کے قریب ہرگز نہیں جاتا اور اسی وجہ سے حیاء ایمان کا حصہ بن جاتا ہے۔

جیسا کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ایمان کے ستر سے اوپر حصے ہیں سب سے افضل **لا الٰہ الا اللہ** ہے اور سب سے کمتر راستے سے موذی چیز کو دور کرنا اور حیاء ایمان کا حصہ ہے۔ (۷)

شریعت طاہرہ نے اللہ سے حیاء کرنے پر بڑا زور دیا ہے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لوگو! اللہ سے اس طرح حیاء کرو جیسا کہ اس سے حیاء کرنے کا حق ہے' جو اللہ سے حیاء کرتا ہے اس کو چاہئے کہ سر اور جو کچھ اس میں ہے سب کی حفاظت کرے اور پیٹ اور اس میں جو کچھ ہے اس کی حفاظت کرے موت اور بوسیدگی کو یاد رکھے' جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہے وہ دُنیا کی زینت کو ترک کردیتا ہے اور جو شخص یہ تمام کام کرلیتا ہے اس نے اللہ سے اس طرح حیاء کیا ہے جس طرح کہ اس سے حیاء کرنا چاہئے۔ (۸)

2۔ لوگوں سے حیاء کرنا

حیاء میں لوگوں سے حیاء کرنا بھی شامل ہے جیسا کہ اولاد کا والدین سے حیاء' بیوی کا خاوند سے حیاء' چھوٹے کا بڑے سے حیاء' جاہل کا عالم سے حیاء' اور کنواری لڑکی کا بوقتِ نکاح زبان سے نکاح کی رغبت کا اظہار کرنے سے حیاء وغیرہ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کنواری لڑکی تو حیاء کرتی ہے' کیسے بتلائے گی تو آپ نے فرمایا اس کی خاموشی ہی رضا ہے۔ (۹)

3۔ آدمی کا خود اپنے نفس سے حیاء کرنا

یہ بھی حیاء کی ایک قسم ہے جس کا احساس صرف بلند پایہ شریف و عزیز نفوس کو ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آدمی نقص' کمینگی اور ذلت کو اپنے لئے پسند نہیں کرتا اور خود اپنے آپ سے شرماتا ہے گویا کہ اس کے اپنے ہی دو نفس ہیں کہ ہر ایک دوسرے سے

شرماتا ہے۔ اور حیاء کی یہ قسم حیاء کی سب سے اہم اور باکمال صفت ہے کہ جب آدمی خود اپنے آپ سے حیاء کرتا ہے تو دوسرے سے تو بالاولی حیاء کرے گا۔

پانچویں فصل — حیاء کے فضائل

اے اللہ کے مسلمان بندے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حیاء کے بہت فضائل و مناقب ہیں کیونکہ وہ خود ہی خیر اور فضیلت کا منبع ہے اور یہی تعریف جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی ہے' چنانچہ ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: حیاء سارا ہی خیر ہے۔ (۱۰)

حیاء کے مناقب و فضائل میں سے صرف چند ایک کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ خود حیاء کو پسند فرماتے ہیں۔

:ناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ترجمہ: اللہ خود بڑے حیاء دار اور پردہ پوشی کرنے والے ہیں حیاء اور پردہ پوشی کو پسند فرماتے ہیں۔ (۱۱)

۲۔ حیاء اسلامی اخلاق ہے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

ترجمہ: ہر مذہب کا ایک ضابطہ اخلاق ہوتا ہے اسلام کا ضابطہ اخلاق حیاء ہے۔ (۱۲)

۳۔ حیاء ایمان کا جزو ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری صحابی کے قریب سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کے متعلق نصیحت کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا اسے چھوڑو بس یہی کافی ہے کہ حیاء

ایمان کا جزو ہے۔ (۱۳)

۴۔ حیاء صرف خیر ہی کا باعث بنتا ہے' چنانچہ حضرت عمرانؓ بن حصین فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حیاء صرف خیر ہی لاتا ہے۔ (۱۴)

۵۔ حیاء جنت کی طرف لے جاتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ: حیاء ایمان کا جزو ہے اور ایمان کا انجام جنت ہے اور بے حیائی ظلم میں سے ہے اور ظلم کا انجام جہنم ہے۔ (۱۵)

چھٹی فصل وہ معاملات جو حیاء پر تعاون کرتے ہیں۔

اے مومن بھائی آپ کو علم ہونا چاہئے کہ حیاء زندگی کا مادہ ہے اور روح ہے جس قدر دل میں زندگی کی رمق ہوگی اتنا ہی حیاء بھی موجود ہوگا اور حیاء کی قلت کا سبب قلب و روح کی موت ہے جس قدر دل زندہ ہوگا اس قدر ہی حیاء کامل ہوگا تو یہاں ہم ان امور کا ذکر مناسب سمجھتے ہیں جو حیاء کی معاونت کا باعث ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور مراقبت۔

جب آدمی کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو دیکھ رہا ہے اور اس کے قریب ہے تو یہی یقین اس میں حیاء کی روح پیدا کر دیتا ہے۔

۲۔ نعمت کا شکرانہ

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور کرنے سے حیاء میں اجلاپن اور نکھار پیدا ہوتا ہے کیونکہ

اللہ کی نعمتیں تو بے شمار ہیں تو ہر عقل مند آدمی کو حیاء آتا ہے کہ اس کی دی ہوئی نعمتوں کے تعاون سے اللہ کی نافرمانی اور معصیت کا ارتکاب کرے۔

ساتویں فصل وہ معاملات جن کا حیاء سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۱۔ حق بات نہ بتلانا یا اس کو علی الاعلان نہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔ اللہ تعالیٰ حق عیاں کرنے سے نہیں شرماتا۔ (الاحزاب۔ ۵۳)

حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ...

یوں نہ کہا جائے کہ کبھی حیاء حق کہنے یا بھلائی کرنے سے بھی روک دیتا ہے کیونکہ شرعاً اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ فتح الباری ا/ ۵۲۔

اور امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ۔

کبھی کبھی بعض لوگ اس اشکال کا شکار ہو جاتے ہیں کہ حیاء دار آدمی کبھی اپنے سے بڑے کے سامنے حق بات کرنے سے حیاء محسوس کرتا ہے اور وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بھی رک جاتا ہے اور کبھی کبھی حیاء بعض لوگوں کے حقوق کی ادائیگی میں خلل پیدا کر دیتا ہے وغیرہ وغیرہ تو اس کا جواب کیا ہو گا؟

اس کا جواب وہی ہے جو ائمہ کرام کی ایک جماعت نے دیا ہے جن میں حافظ ابن صلاح بھی شامل ہیں کہ اس انداز میں امرِ مانع کو حیاء سے تعبیر کرنا درست نہیں ہے بلکہ یہ تو عاجزی بزدلی اور بے جا خوف ہے اس کو حیاء تو نہیں کہا جا سکتا ہاں اگر بعض لوگوں نے

اُس کو بھی حیاء سے تعبیر کیا ہے تو وہ مجازاً ہو سکتا ہے نہ کہ حقیقتاً حقیقی حیاء تو وہ ہے جو ہر برائی سے باز رکھے اور حق دار کے حق میں تقصیر سے بھی منع کر دے۔ شرح صحیح مسلم ۲؍۵

2۔ علم کی طلب میں حیاء کرنا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انصار کی عورتیں بہت اچھی ہیں کیونکہ انہیں دین سمجھنے سے حیاء مانع نہیں ہوتا۔ (۱۶)

امام مجاہد فرماتے ہیں

طلب علم میں حیاء اور تکبر کرنے والا کبھی علم حاصل نہیں کر سکتا۔ (۱۷)

ابو العالیہ سے بھی یوں ہی منقول ہے۔ (۱۸)

آٹھویں فصل — اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے سے حیاء کرنا

عالم ربانی شیخ الاسلام ثانی امام ابن قیم الجوزیہ نے مدارج السالکین ۲؍۲۶۱ میں یوں لکھا ہے کہ....

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے سے حیاء کرنا یہ ایک ایسی قسم ہے جس کا احساس انسان کو نہیں ہو سکتا اور نہ اس تک انسانی عقل رسائی کر سکتی ہے۔ وہ تو صرف کرم و جود اور جلال کا حیاء ہے اللہ تبارک و تعالیٰ بہت ہی حیاء دار و کریم ہیں جب کوئی بندہ اس کی طرف ہاتھ پھیلا کر سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو حیاء آتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی رد کر دے اسی طرح اسے حیاء آتا ہے کہ اس بوڑھے کو عذاب دے جسے اسلام ہی میں

بڑھاپا آیا ہو۔

نویں فصل — نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حیاء

حیاء اپنی تمام خوبیوں اور صفتوں سمیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ میں درجہ کمال کو پہنچا۔

چنانچہ جناب ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو پردہ نشین کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ حیاء دار تھے۔ (۱۹)

دسویں فصل — انبیاء کرام علیہم السلام کا حیاء

حیاء شریعت کا جزوِ لاینفک ہے جو نسلاً بعد نسل وراثت میں انبیاء و رسل کو حاصل ہوتا رہا جیسا کہ ہم دوسری فصل میں بیان کر چکے ہیں۔ اس بناء پر کہا جاتا ہے کہ حیاء تمام انبیاء کرام کے اخلاق کا حصہ تھا۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کچھ تفصیل یوں بیان فرمائی ہے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام بڑے حیاء دار اور پردہ پوشی کرنے والے تھے آپ کے حیاء کی وجہ سے آپ کے جسم کا کوئی حصہ کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا اسی سبب سے آپ کو کچھ لوگوں نے اذیت بھی دی اور اپنی ہی قوم بنی اسرائیل کے کچھ لوگ کہنے لگے کہ:۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جِلدی بیماریوں میں سے برص ہے یا کھجلی یا کوئی اور آفت لاحق ہے جس عیب کی وجہ سے آپ اس قدر اپنے جسم کو چھپائے رکھتے ہیں۔ اللہ

پاک حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی اس عیب جوئی سے پاک ثابت کرنا چاہتے تھے ہوا یوں کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام خلوت میں غسل کرنے لگے کپڑے اتار کر ایک چٹان پر رکھ دیئے جب غسل سے فارغ ہوئے تو کپڑے اٹھانے کی خاطر اس چٹان کے قریب گئے تو وہ چٹان آپ کے کپڑوں سمیت وہاں سے بھاگ نکلی آپ نے اپنی لاٹھی اٹھائی اور چٹان کے پیچھے ہو لئے اور بار بار کہتے رہے او چٹان میرے کپڑے دے دے میرے کپڑے دے دے، مگر چٹان نے ایک نہ سنی اور چلتی چلاتی بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں جا رکی، حضرت موسیٰ اسی حالت میں اس کے پیچھے دوڑتے چلے گئے تو بنی اسرائیل نے آپ کو برہنہ حالت میں دیکھ لیا ان کا اشکال تو ختم ہو گیا مگر حضرت موسیٰ کو اتنا غصہ آیا کہ انہوں نے اس چٹان کو لاٹھی سے مارنا شروع کر دیا، اللہ کی قسم اس چٹان پر آپ کی لاٹھی کے تین چار یا پانچ نشان اب بھی موجود ہیں، اس بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ: اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اذیت دی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کر دیا تھا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بڑے ہی پسندیدہ بندے تھے۔ (الاحزاب ۶۹) (۲۰)

ہماری شریعت مطہرہ میں مستحب ہے کہ آدمی چھپ کر غسل کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے بھی زیادہ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اس سے حیاء کیا جائے۔

اسی لئے تو ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ بڑے ہی حیاء دار ہیں پردہ پوشی کرنے والے ہیں حیاء اور پردہ پوشی کو پسند فرماتے ہیں جب تم

میں سے کوئی شخص غسل کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ وہ چھپ کر غسل کرے۔ (۲۱)

گیارھویں فصل سلف صالحین اور حیاء

وہ لوگ جنہوں نے براہ راست رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مکارم اخلاق کو وراثت میں حاصل کیا وہ سب سے زیادہ حیاء دار لوگ تھے کیونکہ انہیں لوگوں میں حیاء داری کے انمٹ نمونے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کئے تھے اور وہ خود اس مقام پر فائز ہوئے کہ آسمان کے فرشتے بھی ان کے حیاء کی پاسداری کرنے لگے۔

یہ دیکھیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شخصیت آپ کے سامنے ہے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان حیاء کی سب سے بلند چوٹی پر فائز ہے۔ (۲۲)

اور یہی وہ عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے جن سے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور فرشتے بھی حیاء کرتے تھے اور ان کے حیاء کی پاسداری کرتے تھے۔ اسی لئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کیا میں اس شخص کے حیاء کا خیال نہ کروں جس سے آسمان کے فرشتے بھی شرماتے ہیں۔ (۲۳)

خاتمہ

رزقنا اللہ الحسنی وزیادہ۔ آمین

اے اللہ کے مسلمان بندے آپ کو علم ہونا چاہئے کہ خیر القرون کے تصور میں

حسن اخلاق کو عقیدے جیسی حیثیت حاصل تھی اسی لئے اخلاق حسنہ نے ان کی زندگیوں میں بلندی اور عروج حاصل کیا اور تاریخ نے ان کی سیرت کو معطر اور سنہری حروف میں اپنے سینے میں جگہ دی ہے اور پھر انسانی زندگی مور زمانہ کے باوجود فضیلت و خیر بہتری اور صلاح سے بھرپور نظر آتی ہے ان تمام اخلاقی اقدار اور بلندیوں کا سبب حیاء داری ہے۔

حیاء ہر عمل میں شامل ہو کر اسے باعث برکت بنا کر قلوب نبی آدم کی راحت بنا دیتا ہے اے مومن بھائی آپ بھی کوشش کر کے خیر القرون کے حیاء اور عمل کی پیروی کریں ان کی راہ پر گامزن رہیں اور حیاء داری کو اپنا شعار بنالیں۔

کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

ترجمہ: جب آپ کو انجام کا خوف نہ رہے

حیاداری کی چادر تار تار ہو جائے پھر جو دل چاہے کرتے رہو

مگر یاد رکھو کہ اللہ کی قسم اس زندگی میں کوئی لذت و خیر نہیں ہے

جس میں حیاداری کا تصور نہ ہو

جب تک حیاء موجود ہے آدمی شرافت و خیر کی زندگی بسر کرتا ہے

اور درخت کا تنا بھی اس وقت تک سلامت ہے جب تک

اس کے اوپر چھلکا موجود ہے وگرنہ وہ بھی خشک ہو جاتا ہے

وسبحانک اللہم وبحمدک أشہد أن لا إلہ إلا أنت أستغفرک وأتوب إلیک.

حواشی

(۱) صحیح بخاری جلد نمبر۶ صفحہ نمبر۵۱۵ اور جلد نمبر۱۰ صفحہ نمبر ۷۵۴ بحوالہ فتح الباری

(۲) فتح الباری جلد نمبر۶ صفحہ نمبر۵۴۳ ' حلیمی کی (المنھاج فی شعب الایمان جلد نمبر۳ صفحہ نمبر ۲۲۳)

(۳) مزید تحقیق کی خاطر میرا رسالہ (مقامع الشیطان) صفحہ نمبر۲۵ تا ۲۶ ملاحظہ فرمائیں جسے مکتبہ ابن الجوزی نے نشر کیا ہے

(۴) حاشیہ نمبر(۱) میں حوالہ گذر چکا ہے

(۵) صحیح بخاری مع فتح الباری جلد اول صفحہ ۳۱

(۶) صحیح مسلم جلد ۶/ ۵۹ مع شرح نووی

(۷) صحیح بخاری جلد نمبر(۱) صفحہ ۵۱ مع فتح الباری 'مسلم جلد نمبر۱ صفحہ نمبر۶ مع شرح نووی

(۸) ترمذی (۲۴۵۸) 'احمد ۱/ ۳۸۷' حاکم ۴/ ۳۲۳ 'بغوی کی شرح السنۃ جلد نمبر۱۴ صفحہ نمبر ۲۲۴ وغیرہ ' ابان بن اسحاق عن الصباح بن محمد عن مرۃ الھمدانی عن عبداللہ ابن مسعود مرفوعاً۔ تاہم اس کی سند صباح بن محمد کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ وہ ضعیف راوی ہے۔
لیکن واضح رہے کہ امام ترمذی نے جیسے کہا ہے کہ اس میں صباح کا تفرد ہے بات یوں نہیں بلکہ عقبہ بن الغافر نے ابو عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود عن ابیہ سے اس کی متابعت کی ہے جس کو طبرانی نے المعجم الصغیر جلد ۱/ ۷۷ا میں نقل کیا ہے اور عقبہ بن عبدالغافر ثقہ راوی ہے 'تو اس لحاظ سے یہ روایت اپنے تمام طرق کے باعث حسن کے درج تک پہنچ جاتی ہے۔

(۹) صحیح بخاری مع فتح الباری ۱۸/۱۹

(۱۰) صحیح مسلم مع شرح نووی ۴/ ۷

(۱۱) ابوداؤد '۴۰۱۲' نسائی ۱/ ۲۰۰ 'مسند احمد ۴/ ۲۲۴ 'اور یہ حدیث صحیح ہے

(۱۲) ابن ماجہ ۴۱۸۱ ' خرائطی نے (مکارم الاخلاق) کے صفحہ نمبر ۴۹ اور طبرانی نے المعجم الصغیر ۱/ ۱۳ تا ۱۴ ' خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں ۷/ ۲۳۹ وغیرہ نے اسے بروایت انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے اور انشاء اللہ اس کی سند حسن ہے جب کہ یزید بن رکانہ سے اس کا مرسل شاہد بھی موجود ہے جسے وکیع نے (کتاب

الزہد) کے صفحہ ۳۸۳ میں ذکر کیا ہے اسی سند سے ھناد نے بھی (کتاب الزہد) صفحہ ۱۶۱' اور امام مالک نے ۳؍۲۱ تا ۲۲ میں ذکر کیا ہے۔ اس کے مزید شواہد ابن عباس' ابوہریرہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنھم سے منقول ہیں۔ جن کی بنا پر یہ حدیث بلاشک صحیح ہے

(۱۳) صحیح بخاری ۱؍۳۷ مع فتح الباری

(۱۴) صحیح بخاری ۱۰؍۱۵۱ مع فتح الباری' مسلم مع نووی ۲؍۶ تا ۷

(۱۵) ترمذی' ابن حبان ۱۹۲۹' حاکم ۱؍۵۲ تا ۵۳' احمد ۲؍۵۹ بروایت محمد بن عمرو عن ابی سلمہ بن عبدالرحمن عن ابی ہریرہ مرفوعا' حاکم نے اسے صحیح علی شرط مسلم کہا ہے اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے مگر میں کہتا ہوں کہ معاملہ یوں نہیں ہے کیونکہ مسلم نے محمد بن عمرو کی روایت صرف متابعت میں ذکر کی ہے تاہم سعید بن ابی ہلال نے اس کی متابعت کی ہے جس کو ابن حبان نے صفحہ ۱۹۳۰ پر نقل کیا ہے تو اس لحاظ سے حدیث صحیح ہوگی۔

(۱۶) بخاری مع فتح الباری تعلیقا ۱؍۲۲۸ جب کہ مسلم نے اسے متصل بیان کیا ہے مسلم مع شرح نووی ۴؍۱۵ تا ۱۶

(۱۷) بخاری مع فتح الباری تعلیقا ۱؍۲۲۸ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ابونعیم نے (الحلیہ) میں اسے موصولاً علی شرط بخاری صحیح سند سے نقل کیا ہے۔

(۱۸) ابونعیم فی (الحلیہ) ۲؍۳۲۰

(۱۹) بخاری مع فتح الباری ۳؍۵۲۱' مسلم مع نووی ۱۵؍۸۷ وغیرہ

(۲۰) بخاری مع فتح الباری ۶؍۴۳۶ واللفظ لہ' مسلم مع نووی ۵؍۴۶ تا ۴۷

(۲۱) حاشیہ نمبر ۱۱ میں حوالہ گذر چکا ہے۔

(۲۲) طویل حدیث کا یہ ایک حصہ ہے جو کہ صحیح ہے میں نے اس حدیث کی مکمل تخریج کی ہے جو (تخریج الوصیت الصغری) میں موجود ہے

(۲۳) مسلم مع نووی ۵؍۱۴۸ تا ۱۴۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمونہ تفسیر

سورہ بقرہ کا تعارف

" سورہ بقرہ " ۴۰ رکوع اور ۲۸۶ آیات پر مشتمل قرآن کریم کی طویل ترین سورت ہے اور آیت نمبر۲۸۱ کے سوا ساری سورہ مدنی ہے ۔

" سورہ بقرہ کے مضامین کا خلاصہ "

قرآن کریم کے لاریب ہونے کا دعوی ' مومنین ' کفار اور منافقین کا ذکر ' توحید باری تعالٰی ' جنت و جہنم کا کا ذکر ' صلہ رحمی اور خلق آدم کا تذکرہ ' بنی اسرائیل کا تفصیلی ذکر ' ملا ئکہ کا تذکرہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذو معنیین "الفاظ استعمال کرنے کی ممانعت ' اہل کتاب کے مختلف گروہوں کے افکار ' مساجد سے روکنے پر وعید ' رسالت و نبوت کا بیان ' تعمیر کعبہ اور وصیت ابراہیم علیہ السلام ' نیز تحویل قبلہ کا تفصیلی بیان ' شکر الٰہی کی تلقین ' صفا مروہ کا بیان ' توحید باری تعالٰی پر فلکی اور ارضی دلائل ' مشرکین کا انجام ' حرام کردہ اشیاء کا ذکر ' قصاص و دیت کی تفصیل ' فرضیت صیام ' چاند میں کمی بیشی کی حکمت ' تلقین جہاد اور حج عمرہ کا بیان ' جرائم پیشہ لوگوں کا کردار ' مذہبی اختلافات کا باعث باہمی زیادتی ہے ۔ حصول جنت کی خاطر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ' انفاق فی سبیل اللہ کی تلقین ' حرمت والے مہینوں کا تذکرہ ' شراب اور جوئے کے نقصانات کا ذکر ' یتیموں سے حسن سلوک اور مشرکین سے نکاح نہ کرنے کا حکم ' عورتوں کے مخصوص ایام کا ذکر ' قسم اور ایلاء کی تفصیل ' طلاق اور اس کے مسائل ' طلاق یکے بعد دیگرے دینے کا حکم ' نکاح کے ذریعے عزت و آبرو کا تحفظ نہ کہ حلالہ کے ذریعہ شہوت پرستی کا جواز ' مدت رضاعت صرف دو سال ہے ' خاوند کی وفات پر عدت کا بیان ' جہاد اور قرض حسنہ کی تلقین ' طالوت و جالوت کا ذکر ' انفاق فی سبیل اللہ کی تلقین اور آیت الکرسی کی وضاحت ' اللہ تعالٰی ہدایت اور طاغوت تباہی کی دعوت دیتے ہیں ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مناظرہ ' ایک صدی بعد جی اٹھنے والے کا بیان ' حضرت ابراہیم علیہ السلام اور پرندوں کا ذکر ' انفاق فی سبیل اللہ کی عمدہ مثال ' احسان جتلانے سے اجتناب کی تلقین ' مسئلہ عشر کی وضاحت ' مساکین پر خرچ کرنے کا حکم ' سود کی حرمت ' معاملات کو تحریر کرنے کا حکم ' گروی اور رہن کا جواز ' حساب و کتاب اور جملہ رسولوں پر ایمان لانے کا ذکر اور دعاؤں کے ساتھ سورہ البقرہ کا اختتام ----

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ☆ بسم اللہ الرحمن الرحیم

(ایاتہا ۲۸۶) سورہ البقرہ مدنیہ (رکوعاتہا ۴۰)

☆ بسم اللہ الرحمن الرحیم ☆

آیت نمبر ا	لفظی ترجمہ	لفظی تشریح
الٓمّٓ	-	یہ لفظ حروف مقطعات میں سے ہے جس کا حقیقی معنی اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں
آیت نمبر ۲	لفظی ترجمہ	لفظی تشریح
ذٰلِکَ	وہ	ذلک اسم اشارہ ہے جس سے واحد مذکر بعید کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے
الْکِتٰبُ	کتاب	کتب یکتب سے کتاب مصدر ہے اور یہاں عام کتاب کی بجائے قران مجید مراد ہے
لَا	نہیں	یہ حرف نفی ہے جو مطلقاً نفی کیلئے آتا ہے اور اس مقام پر شک کی مکمل نفی کرتا ہے
رَیْبَ	شک	فعل راب یریب سے مصدر ہے اور یہاں قران کریم کو شک سے پاک ثابت کرنیکی خاطر مستعمل ہے
فِیْہِ	اس میں	فی حرف جر ہے اور "ہ" واحد مذکر غائب کی ضمیر متصل ہے
ھُدًی	ہدایت	فعل ھدی یھدی کا مصدر ہے اور حقیقتاً ہدایت وہی ہے جو صرف قران و سنت میں موجود ہے
لِلْمُتَّقِیْنَ	متقین کیلئے	متقین حالت جری میں متقی کی جمع ہے متقی پرہیز گار کو کہا جاتا ہے جس کی صفات اگلی آیات میں مذکور ہیں

بامحاورہ ترجمہ: یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں اور متقین کے لئے ہدایت ہے۔

تفسیری مباحث:

ا -- اس سورہ میں چونکہ کئی مرتبہ لفظ "بقرہ" استعمال ہوا ہے اسی مناسبت سے اس کا نام سورہ البقرہ ہے۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران قیامت کے دن ان کی تلاوت کرنے والے پر سایہ کریں گی نیز ارشاد فرمایا سورہ البقرہ کی تلاوت باعث برکت ہے اور اس کی تلاوت نہ کرنا باعث حسرت ہو گا۔

۲ -- سورہ البقرہ اگرچہ مدنی سورہ ہے مگر اس میں آیت ۲۸۱ حجتہ الوداع کے موقعہ پر نازل ہوئی مکی اور مدنی سورتوں کی اصطلاح کا اطلاق کچھ اس طرح ہے کہ ہجرت نبوی سے قبل نازل ہونے والی سورتوں اور آیات کو مکی کہا جاتا ہے اور ہجرت کے بعد نازل ہونے والی سورتوں اور آیتوں کو مدنی کہا جاتا ہے۔ جو دراصل غالب اکثریت کی وجہ سے ہے۔

۳ -- مکی سورتوں میں خطاب عام ہے جس میں تمام لوگوں کو دعوت دی گئی ہے اور اکثر " یا ایہا الناس " سے خطاب کیا گیا ہے جب کہ مدنی سورتوں میں خطاب عموما صرف اہل اسلام سے ہے اس لئے اکثر " یآ ایہا الذین آمنوا " وغیرہ کا استعمال زیادہ ہوا ہے اگرچہ اس کے برعکس مدنی آیات میں بھی " یا ایہا الناس " سے خطاب موجود ہے مگر بہت کم ہی یہ اسلوب استعمال ہوا ہے ۔

۴ -- ہجرت سے قبل چونکہ مسلمان محدود علاقے اور محدود تعداد میں تھے اور خصوصا اسلام اور اس کے مبادیات سے بھی لوگ بے خبر تھے اس لئے مکہ مکرمہ میں نازل ہونے والی آیات میں عقیدہ کی اصلاح پر توجہ مرکوز رہی اور مدینہ منورہ میں چونکہ اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی گئی جس کی خاطر راہنما اصولوں کی ضرورت تھی اس لئے حسب ضرورت ان کا نزول ہوتا رہا۔

۵ -- دنیا میں کوئی شخص بھی حتمی طور پر یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میری کتاب کی ہر سطر اور ہر حرف صحیح اور تنقید سے بالا تر ہے حتی کہ قدیم آسمانی کتب بھی تحریف کے باعث اپنی اصل شکل برقرار نہ رکھ سکیں چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے

" یحرفون الکلم من بعد موا ضعہ " کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں تحریف کر ڈالی جس کے سبب ان کا اصل معیار برقرار نہ رہ سکا جب کہ اس کے مقابلہ میں دنیا کی واحد کتاب قران مجید ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود ذات الہی نے اپنے ذمہ لی اور ارشاد فرمایا کہ " لاریب فیہ " اس کتاب مقدس میں تحریف و تغیر تو کجا اس میں ریب اور شک بھی عین کفر ہو گا ۔

اس کی حفاظت کو مزید مستحکم کرنے کی خاطر لاکھوں انسانوں کے سینے کھول دیئے جنہوں نے اس بابرکت کتاب کو اپنے سینے میں محفوظ کیا جس کے باعث اس کی ہر حرکت و حرف محفوظ ہے اور تاقیامت محفوظ رہے گا ۔

اور پھر اس کو کتاب ہدایت قرار دے کر اس کے معانی اور مطالب تک رسائی کی خاطر دروازے کھول دیئے اور ارشاد فرمایا " ولقد یسرنا القرا ن للذکر فھل من مدکر " اور " ھدی للمتقین " کی قید لگا کر اس بات کی طرف اشارہ فرما دیا کہ اس سے حقیقی فائدہ صرف متقین ہی حاصل کر سکتے ہیں جن کے دل کج روی سے پاک ، تاویل و تحریف سے منزہ اور بار گاہ ایزدی کی طرف مائل ہوں گے اور مندرجہ ذیل صفات سے متصف ہوں گے ۔

آیت نمبر ۳	لفظی ترجمہ	لفظی تشریح
الَّذِيْنَ	وہ لوگ	اسم موصول الذی کی جمع ہے اور یہاں سے متقی کی صفات کا آغاز ہو رہا ہے
يُؤْمِنُوْنَ	ایمان لاتے ہیں	مصدر ایمان سے جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف کا صیغہ ہے
بِالْغَيْبِ	ساتھ غیب کے	ب حرف جر ہے' اور الغیب باب غاب یغیب کا مصدر ہے جو کہ غیر محسوس چیز پر بولا جاتا ہے
وَيُقِيْمُوْنَ	اور قائم کرتے ہیں	و حرف عطف ہے اور یقیمون فعل اقام یقیم سے جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف کا صیغہ ہے
الصَّلٰوةَ	نماز	فعل صلی یصلی کا مصدر ہے جس سے مراد وہ نماز ہے جو عین سنت کے مطابق ادا کی جائے
وَمِمَّا	اور اس سے جو	و حرف عطف ہے اور مما اصل میں دو لفظ ہیں من+ما من حرف جر اور ما اسم موصول ہے
رَزَقْنَا	رزق دیا ہم نے	ماضی معروف سے جمع متکلم کا صیغہ ہے جو لفظ رزق سے مشتق ہے جس سے مراد رزق حلال ہے
هُمْ	ان کو	جمع مذکر غائب کی ضمیر ہے جو متصل اور منفصل دونوں طرح مستعمل ہے
يُنْفِقُوْنَ	وہ خرچ کرتے ہیں	فعل مضارع معروف سے جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے جس کا مصدر انفاق آتا ہے جس سے مراد اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے

آیت نمبر ۴	لفظی ترجمہ	لفظی تشریح
وَالَّذِيْنَ	اور وہ لوگ	و حرف عطف اور الذین اسم موصول الذی کی جمع ہے
يُؤْمِنُوْنَ	ایمان لاتے ہیں	مصدر ایمان سے جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف کا صیغہ ہے
بِمَا	ساتھ اس کے	ب حرف جر اور ما اسم موصول ہے جو الذی کے معنی میں آتا ہے
اُنْزِلَ	نازل کیا گیا	مصدر انزال سے واحد مذکر غائب ماضی مجہول کا صیغہ ہے اور اس سے مراد قرآن مجید ہے
اِلَيْكَ	آپ کی طرف	الی حرف جر ہے اور ک واحد مذکر مخاطب کی ضمیر متصل ہے
وَمَا اُنْزِلَ	اور جو نازل کیا گیا	و حرف جر ما موصولہ اور انزل واحد مذکر غائب ماضی مجہول کا صیغہ ہے اور اس سے مراد سابقہ کتب ہیں
مِنْ قَبْلِكَ	آپ سے قبل	من حرف جر قبل اسم ظرف اور ک واحد مذکر مخاطب کی ضمیر متصل ہے
وَبِالْاٰخِرَةِ	اور آخرت پر	و حرف عطف اور ب حرف جر اور اخرت قیامت کے دن کے لئے مستعمل ہے
هُمْ يُوْقِنُوْنَ	وہ یقین رکھتے ہیں	ھم جمع مذکر غائب کی ضمیر اور یوقنون ایقان مصدر سے جمع مذکر غائب مضارع معروف کا صیغہ ہے

بامحاورہ ترجمہ :

وہ لوگ جو غائب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں آپ پر اور آپ سے قبل جو کچھ ہماری طرف سے نازل کیا گیا اس پر ایمان لاتے ہیں اور انہیں آخرت پر کامل یقین ہے ۔

تفسیری مباحث :

گذشتہ آیت مبارکہ میں قرآن مجید کے متعلق ارشاد ہوا تھا کہ یہ متقین کے لئے ہدایت ہے اور ان آیات بینات میں متقین کی صفات کو تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے تاکہ ہر شخص سراپا محنت اور لگن سے کوشش کرے تاکہ وہ ان صفات علیا سے متصف ہو کر متقین میں شامل ہو کر بار گاہ رب العزت سے ہدایت اور فلاح کا سرٹیفیکٹ حاصل کر سکے ' تو اللہ تعالٰی نے اس مقام پر متقین کی پانچ صفات بیان فرمائی ہیں آیئے ان کا ملاحظہ کریں اور پھر ان کو اپنا کر تقوی اختیار کر کے متقین میں شامل ہو جائیں ۔

۱ -- متقین کی پہلی صفت ایمان بالغیب ہے

غیب اس حقیقت کا نام ہے جس کا ادراک انسان اپنی ذاتی حس سے نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کو علام الغیوب اس پر مطلع نہ کرے ۔ اس صفت میں دراصل اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ قرآن مجید ایسی ذات کی طرف سے نازل شدہ کتاب ہے انسانی حس جس کا ادراک کرنے سے قاصر ہے ۔ انسان کو چاہئے کہ اس کے ادراک کی خاطر اپنی صلاحیتوں کو صرف کرنے کی بجائے وہ اس ذات پر بن دیکھے ایمان لے آئے کیونکہ انسان کی حس تو اس قدر ناقص ہے کہ وہ اپنے جسم میں ہونے والے درد اور تکلیف کا ادارک نہیں کر سکتا اور اس کو دیکھنے سے قاصر ہے تو اللہ علام الغیوب کو اپنی اس ناقص حس سے کیونکر اپنے محدود ادراک میں محسوس کیا جا سکتا ہے اس لئے انسان کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالٰی کی ذات اور صفات کے بارے میں اسی طرح ایمان لائے جیسا کہ وہ قرآن و سنت میں وارد ہوئی ہیں ۔ اگر ان میں تاویل و تحریف کی کوشش کی گئی تو یہ ایمان بالغیب نہ رہا اسی طرح ملائکہ ' جنت و دوزخ اور وحی ' عذاب قبر اور پھر آخرت میں قبروں سے اٹھنا ' میدان محشر میں حاضری ' حوض کوثر ' نامہ اعمال کی تقسیم وغیرہ یہ وہ معاملات ہیں جن پر ایمان لانا فرض ہے حالانکہ ان کو دیکھا نہیں جا سکتا اسی لئے ان پر ایمان لانے کو ایمان بالغیب سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔

۲ -- متقین کی دوسری صفت اقامت صلوہ ہے

اقامت صلوہ کا مفہوم نماز کو اس کے تمام لوازمات و فرائض اور ارکان و واجبات کے ساتھ ادا کرنا ہے وگرنہ پورے قرآن مجید میں صرف نماز پڑھنے کا کہیں بھی عام حکم نہیں ہے بلکہ بسا اوقات " فویل للمصلین " جیسی وعیدیں ہی نظر آتی ہیں اور اقامت صلوہ کے سلسلہ میں سینکڑوں مرتبہ " اقیموا الصلوہ " کا حکم موجود ہے ۔ جس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ صرف نماز پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ جس طرح نماز پڑھنا فرض ہے اسی طرح اس کا اہتمام

کرنا اور باجماعت ادا کرنا بھی فرض ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا " وارکعوا مع الرا کعین " رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو

اقامت صلوہ میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جن سے نماز میں خشوع و خضوع پیدا ہوتا ہے جب کہ صرف اگر کہا جائے کہ نماز پڑھ لینا ہی کافی ہے تو جو شخص بغیر وضو کئے نماز پڑھے تو اس نے بھی نماز تو پڑھ لی اسی طرح جس نے تنہا پڑھ لی نماز تو اس نے بھی پڑھ لی مگر ایسی نماز کو اقامت صلوہ سے تعبیر نہیں کر سکتے ۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ اقامت صلوہ میں ناقص ادائیگی کسی طور پر بھی قابل قبول نہیں ہے بلکہ اقامت تب ہو گی جب اس کے تمام لوازمات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا اور اس کا کما حقہ اہتمام کیا جائے اس لئے اللہ تعالی نے اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کار خیر کو متقین کی صفات علیا میں شامل فرمایا ہے کیونکہ متقی کے بغیر اس کا کوئی اہتمام کر ہی نہیں سکتا ۔

۳ -- متقین کی تیسری صفت " انفاق فی سبیل اللہ " ہے

جس کے ذریعے آدمی کے دل سے مال کی محبت ختم ہوتی ہے اور وہ اس مال کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ بنا کر مالک حقیقی کی خوشنودی کے حصول کی خاطر اس کو صرف کرنا باعث سعادت سمجھتا ہے ۔

یہی وہ خوبی ہے جس کی بنا پر اللہ تعالی نے اس انفاق کو متقین کی صفات میں شامل فرمایا ہے ۔ وگرنہ صرف خرچ کر ڈالنا تو کوئی خوبی نہیں ہے آدمی لاکھوں روپے اپنے بیوی بچوں کی خواہش کی تکمیل اور بسا اوقات دکھلاوے اور ریاء کاری کی خاطر صرف کر دیتا ہے مگر اس کو کوئی بھی باشعور آدمی انفاق فی سبیل اللہ سے تعبیر نہیں کر سکتا ۔

یہ تو انفاق فی سبیل اللہ کی بجائے حقیقتاً آدمی کو غضب الہی کا مستحق بنا دیتا ہے ۔

واضح رہے کہ انسان اسی مال کو خواہ اپنے بیوی بچوں اور اپنی ذات پر ہی کیوں نہ صرف کرے مگر اس نے جب شریعت کے احکامات کے مطابق اس کو صرف کیا اس سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کیا تو اس کا یہ صرف کرنا بھی عبادت ہے ۔

اس مقام پر قرآن مجید کے اسلوب پر ذرا غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالی نے انفاق فی سبیل اللہ کے حکم میں جو اسلوب اختیار کیا ہے اس نے حقیقتاً انفاق میں بہت آسانی پیدا کر دی ہے ۔

چنانچہ (مما رزقنٰهم ينفقون) جملہ کو ملاحظہ فرمائیں اور اس کے معانی پر غور کریں کہ کیا ہی عمدہ اسلوب اور کیا ہی لطیف معنی ہے جس میں سارا مال صرف کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ حرف "من" استعمال کیا جس کا معنی ہے کہ کچھ خرچ کر دو ۔

پھر لفظ " رزقنا " پر غور کریں کہ دیا ہم نے ہے آپ سے صرف یہ مطالبہ ہے کہ ہم نے جو کچھ آپ کو دیا ہے اس میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کر دو تاکہ تمہیں بھی متقین میں شامل کر لیا جائے ۔

۴ -- متقین کی چوتھی صفت " آسمانی کتب پر ایمان لانا ہے "

آسمانی کتب پر ایمان لانے کے سلسلہ میں ابتداء قرآن کریم سے کی گئی ہے جس کا واضح مقصد یہ ہے کہ پہلے قرآن کریم پر ایمان لاؤ پھر یہ قرآن جس چیز پر ایمان لانے کا حکم دے اس پر ایمان لے آؤ

کیونکہ سابقہ انبیاء کرام کی کتب بھی منزل من اللہ ہیں اور اب جب کہ ان میں تحریف ہو چکی ہے تو ان پر صرف اجمالی ایمان ہی کافی ہے کہ وہ کتب بھی اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہیں اس میں سے جو کچھ اپنی اصل شکل میں موجود ہے ہمارا اس پر ایمان ہے ۔

قرآن مجید بھی اسی انداز میں ان کی تصدیق کرتا ہے وگرنہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا کہ اہل کتاب نے اس میں تحریف کی ہے ۔

تو بہر حال ان پر ایمان لانے سے یہ فائدہ ہو گا کہ مومن تعصب سے بالاتر ہو کر یہ دعوی کرے گا کہ (لا نفرق بین احد منہم) کہ ہم وہ نہیں ہیں کہ بعض کو مانا اور بعض کا انکار کر دیا بلکہ ہمارا ہر اس چیز پر ایمان ہے جس کا قرآن و سنت نے ہمیں حکم دیا ہے ۔

۵ -- متقین کی پانچویں صفت یہ ہے کہ وہ " آخرت پر یقین رکھتے ہیں "

جس کی وجہ سے ان کے سامنے ہر وقت یہ تصور موجود ہے کہ ان کو ایک دن اپنے مالک کے حضور پیش ہو کر اپنی زندگی کی ہر حرکت ' ہر عمل اور ہر قول و فعل کا حساب دینا ہے ۔ اور یہ حقیقت عیاں ہے کہ جب کسی کے دل میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ مالک نے مجھ سے اپنی تمام نعمتوں کا حساب لینا ہے تو وہ کبھی بھی اس مالک کی نافرمانی کے قریب نہیں جا سکتا بلکہ اس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا ۔

دوسرے کا حق تلف کرنا تو کجا وہ اپنی ذمہ داری میں ذرا بھر کوتاہی سے بھی گریز کرتا ہے اس کا دل شیشے سے بھی زیادہ صاف ہوتا ہے کیونکہ اس کے دل میں یہ خوف راسخ ہے کہ میرا مالک مجھے دیکھ رہا ہے ۔

اور اس نے میری ہر حرکت کا حساب لینا ہے اور اس کو یقین ہے کہ یہ دنیا عارضی مقام ہے اس کے بعد ایک نئے سفر کا آغاز ہو گا جو در اصل اس دنیا کے اعمال کا ہی نتیجہ ہو گا اگر اعمال اچھے تو نتیجہ اچھا وگرنہ ہمیشہ کے لئے عذاب الیم تیار ہے ۔ نیز اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جاتا ہے کہ کامیابی اور ناکامی کا اصل معیار دنیا کی خوشحالی یا تنگدستی نہیں بلکہ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے ۔

جس دل میں یہ یقین راسخ ہو جائے اور وہ شخص مذکورہ بالا صفات سے متصف ہو جائے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت و فلاح کا سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے جس کو ذیل میں دی گئی آیت مبارکہ میں ملاحظہ فرمائیں ۔

آیت نمبر ۵	لفظی ترجمہ	لفظی تشریح
اُولٰئِکَ	وہی لوگ	اسم اشارہ جمع کی خاطر مستعمل ہے جس کا واحد فلک آتا ہے اور اس میں ک برائے خطاب ہے
عَلٰی	پر	علی حرف جر علو سے مشتق ہے جس کا معنی بلندی ہے
هُدًی	ہدایت	هدی یهدی فعل کا مصدر ہے اور ہدایت وہ ہے جو قران و سنت پر مبنی ہو اور صرف وہی ذریعہ نجات ہے
مِنْ	سے	من حرف جر ہے جو بعضیت پر دلالت کرتا ہے
رَبِّهِمْ	اپنے رب کی طرف	رب اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے جس کا معنی پروردگار ہے اور "هم" جمع مذکر کی ضمیر ہے
وَ اُولٰئِکَ	اور وہی لوگ	و حرف عطف ہے اور اولئک اسم اشارہ ہے جو جمع کی خاطر مستعمل ہے
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ	وہی فلاح پانے والے ہیں	هم جمع مذکر غائب کی ضمیر ہے المفلحون فعل افلح یفلح سے اسم فاعل جمع کا صیغہ ہے

بامحاورہ ترجمہ : وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔

تفسیری مباحث :

یہ آیت مبارکہ گزشتہ آیات کا تتمہ ہے جو مندرجہ بالا صفات سے متصف ہونے والے پاک باز اور خوش نصیب گروہ کے لئے نجات اور فلاح کا ٹکٹ ہے جس سے اس بات کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے کہ جو شخص بھی حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہتا ہے تو اس کو ان صفات کو اپنا کر متقی بن جانا چاہئے تاکہ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو سکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جامعۃ الفاروق الاسلامیہ ایک نظر میں

(۱) **شعبہ حفظ القرآن:** اس شعبہ میں حفظ القرآن کے ساتھ ساتھ پرائمری کلاسز کی تیاری کرائی جاتی ہے۔

(۲) **شعبہ علوم اسلامیہ (درس نظامی):** جس میں حافظ قرآن طلباء یا پرائمری مڈل میٹرک پاس طلباء کو درس نظامی مکمل انگلش تعلیم کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔

(۳) **نرسری تا میٹرک برائے طلباء:** دینی تعلیم اور قرآن و حدیث کے ترجمے کے ساتھ جدید ترین سائنس لیبارٹری اور کمپیوٹر کی مدد سے میٹرک تک تیاری کرائی جاتی ہے۔

(۴) **نرسری تا ششم برائے طالبات:** اہل اسلام کیلئے خوشخبری کہ باپردہ اسلامی ماحول میں صرف خواتین اساتذہ کے زیر اہتمام نرسری تا ششم کلاسوں کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔

(۵) **الفاروق فری کلینک:** جہاں غریب و نادار مریضوں کو مفت ادویات اور چیک اپ کیا جاتا ہے۔

(۶) **فری ایمبولینس سروس:** لاوارث میتوں اور غریب لوگوں کے لئے مفت سروس۔

(۷) **روزنامہ الفاروق انٹرنیشنل:** پاکستان کا پہلا اسلامی روزنامہ جس کا مشن قرآن و حدیث کی دعوت کو عام کرنا، اور معاشرے میں پھیلی ہوئی شرک و بدعت کی بیماریوں کا پوسٹ مارٹم کرنا ہے۔

(۸) **الفاروق پبلی کیشنز:** جس میں قرآن و حدیث کی دعوت پر مبنی کتابیں نہایت کم قیمت پر شائع کر کے پوری دنیا میں پھیلاتا ہے۔

(۹) **الفاروق ہیلتھ سنٹر:** نوجوانوں کے جسم کو صحت مند بنانے کیلئے مختلف کھیلوں کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں خاص طور پر ویٹ لفٹنگ، جمناسٹک، جوڈو کرائے۔

(۱۰) **الفاروق کمپیوٹر سنٹر:** جہاں طلباء کو کمپیوٹر کے ذریعے مختلف انٹرنیشنل کورسز کرائے جاتے ہیں۔

(۱۱) **الفاروق کمپیوٹر کمپوزنگ:** جس میں اردو، عربی اور انگلش کی کتابت کمپیوٹر کے ذریعے کی جاتی ہے۔

(۱۲) **الفاروق ہاسٹل:** جہاں سکول طلباء کے علاوہ دوسرے سکولوں اور کالجز کے طلباء کیلئے اسلامی تعلیمی ماحول میں بہترین رہائش اور کھانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

(۱۳) **الفاروق دار الفتاویٰ:** اس شعبہ میں قرآن و حدیث پر مبنی فتویٰ جاری کیا جاتا ہے۔

(۱۴) **الفاروق فری بک بینک:** غریب اور نادار طلباء کو سکول کورس مفت مہیا کرتا ہے۔

نوٹ:۔ تمام شعبہ جات میں داخلے جاری ہیں۔

مزید تفصیلات کیلئے:۔ جامعۃ الفاروق الاسلامیہ شارع الفاروق

رحیم یار خان

پوسٹ بکس نمبر ۵، فون: 5225-4986

تعارف شعبہ تحقیق و تالیف

کسی بھی باشعور آدمی پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ
قرآن و حدیث کا بیشتر ذخیرہ عربی زبان میں ہے اور عربی زبان عوام الناس کی دسترس سے باہر ہے کیونکہ ہمارے ہاں نہ تو حکومتی سطح پر ہی ترویج عربی کے لئے کوئی قابل ذکر خدمات انجام دی گئی ہیں اور نہ ہی عوامی سطح پر اس کی طرف توجہ دی گئی ہے ۔ دینی مدارس ہیں تو وہ بچارے مفلوک الحالی کے باعث اس مادی دور میں کما حقہ اس فریضہ کی ادائیگی میں جن دشواریوں اور دقتوں سے دوچار ہیں وہ بھی ایک المیئے سے کم نہیں ہے ۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ صد اشتیاق کے باوجود عوام الناس قرآن فہمی سے قاصر اور قرآن و حدیث کے میٹھے چشمے سے براہ راست سیراب ہونے سے محروم ہیں جس کے سبب آج بے راہ روی عام اور جہالت چاروں طرف ڈیرے ڈالے ہوئے ہے ۔

جامعہ نے اس کمی کو شدت سے محسوس کیا اور اس دیرینہ عوامی مطالبے کو پورا کرتے ہوئے قرآن و حدیث کو عام فہم انداز میں منظر عام پر لانے کے لئے منفرد اور نئے انداز میں ایک جامع منصوبہ تشکیل دیا ہے ۔ جس کے تحت شعبہ تحقیق و تالیف کا اجراء کیا گیا ہے اور اس نے اپنے عملی کام کا آغاز کر دیا ہے ۔ ابتدائی مراحل میں ہم نمونے کے طور پر دو کتابیں آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں ۔

(۱) "کتاب و سنت کی روشنی میں حیاء کا مقام" (۲) "اسلامی اخوت"

جو اشاعت کے تکمیلی مراحل میں ہیں ۔ انشاء اللہ العزیز امید ہے کہ قارئین کرام کی طرف سے ہماری اس کاوش کی حوصلہ افزائی ہو گی تاکہ ہم اس کام کو مزید آگے بڑھا کر اگلے مرحلے میں داخل ہو سکیں جس میں قرآن کریم کی تفسیر' حدیث پاک کی تشریح نیز عربی کتب کا اردو ترجمہ اور دیگر اسلامی و تاریخی لٹریچر کی اشاعت کا کام شامل ہے تو اس موقعہ پر ہم اپنے کرم فرماؤں کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے
عظیم خوشخبری سناتے ہیں کہ اس شعبہ میں قرآن پاک کی تفسیر کا کام شروع کر دیا گیا ہے جو عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی آسان اور انشاء اللہ العزیز مفید عام بھی ہو گا ۔ نمونہ اندرونی صفحات پر ملاحظہ فرمائیں' اللہ پاک اس کار خیر کی تکمیل میں ہمارا حامی و ناصر ہو ۔

وباللہ التوفیق

جامعہ الفاروق الاسلامیہ ۔ شارع الفاروق ۔ رحیم یار خان